جنگِ تبوک

جنگ تبوک

سیدہ عابدہ نرجس

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

جملہ حقوق دائمی طور پر حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ---------------- جنگ تبوک

تالیف ---------------- سیدہ عابدہ نرجس

کمپوزنگ ---------------- عمار پرنٹرز کراچی

طبع اول ---------------- ۲۰۰۰ء

مطبع ---------------- عمار پرنٹرز کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ تبوک

۳

"دادی اماں، دادی اماں!" اشتر نے دادی اماں کو متوجہ کیا جو لیلیٰ کو تختی پر خوش خط لکھنا سکھا رہی تھیں۔

"اشتر بھائی، اشتر بھائی، ہمیں ڈسٹرب نہ کریں"۔ لیلیٰ نے لکھتے لکھتے اسی لہجے میں کہا۔

"آپ کو جناب کوئی کچھ نہیں کہہ رہا، ہم تو اپنی دادی اماں سے بات کر رہے ہیں"۔ اشتر نے دادی اماں کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اونہہ! بڑے آئے دادی اماں سے بات کرنے والے"۔

لیلیٰ نے منہ بنایا۔

دادی اماں نے لیلیٰ کے سر پر ہاتھ رکھا، "لیلیٰ بیٹی! تم خاموشی سے کام کرو اور مجھے ذرا اشتر میاں سے پوچھنے دو کہ انھیں دادی اماں سے کیا بات کرنی ہے"۔

"دادی اماں! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں نا؟" اشتر نے پوچھا۔

"درست ہے مجھے یاد دلانا میں کسی روز تمھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سناؤں گی۔ ان کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ بیٹا! یہ قومِ بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، ان پر تورات نازل ہوئی تھی، ان کا لقب کلیم اللہ ہے یعنی اللہ سے کلام کرنے والے، یہ مصر کے بادشاہ کے یہاں پلے بڑھے تھے جو فرعون کہلاتا تھا اور خود کو خدا کہتا تھا"۔ دادی اماں نے تفصیل سے بتایا۔

"اور دادی اماں! حضرت ہارون علیہ السلام بھی پیغمبر تھے؟" اشتر نے پوچھا۔

بیٹا! یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا جانشین اور مددگار بنایا تھا۔ حضرت

ہارون علیہ السلام جناب موسیٰ علیہ السلام کے وصی کہلاتے ہیں، وہ خود پیغمبر نہیں تھے۔ مگر اشتر بیٹا! تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟

"دادی اماں! اشتر بھائی آج سارے پیغمبروں کے بارے میں پوچھیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کون تھے؟ حضرت ابراہیمؑ کون تھے اور حضرت آدمؑ۔۔۔۔" لیلیٰ نے کہنا شروع کیا۔

لیکن اشتر نے درمیان ہی سے ٹوک دیا۔ "دادی اماں! لیلیٰ سے کہیں کہ اپنی زبان کی قینچی بند رکھے"۔

"اور آپکی زبان چھری ہے یا کلہاڑی؟" لیلیٰ شروع ہوئی۔

"لیلیٰ بیٹی! کام کرو خاموشی سے اپنا اور اشتر بیٹا تم مجھے بتاؤ کہ آج پیغمبروں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟" دادی اماں نے دونوں کی بحث شروع ہونے سے پہلے ہی بیچ بچاؤ کروادیا۔

"یہ دیکھئے دادی اماں! اس کتاب میں رسول اللہؐ کی حدیثیں لکھی ہوئی ہیں، ان میں ایک حدیث میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا ذکر ہے، ٹھہریں میں آپ کو دکھاتا ہوں"۔ اشتر نے کتاب کے ورق الٹتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے؟ کہاں ہے؟ اشتر بھائی مجھے بھی دکھائیں"۔ لیلیٰ بھی اپنا کام چھوڑ کر اس طرف لپکی۔

"کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے جو تم بھاگی چلی آئی ہو"۔ اشتر نے اسے چڑانے کو کہا۔

"سب آپ کی طرح پیٹو نہیں ہیں"۔ لیلیٰ نے کھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"دادی اماں! یہ رہی دیکھئے"۔ اشتر نے آخر تلاش کر ہی لیا۔

بیٹا! تم ہی پڑھ کر سنا دو، میری عینک تو پتا نہیں کہاں پڑی ہے؟" دادی اماں نے ادھر ادھر عینک تلاش کرتے ہوئے کہا۔

اشتر نے پڑھنا شروع کیا۔ "سنیئے دادی اماں! یہ لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "یا علیؑ! تمہاری منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

دادی اماں مسکرائیں۔ "میں پہلے ہی سمجھ رہی تھی کہ تم حدیث منزلت کی بات کر رہے ہو لیکن میں چاہتی تھی کہ تم خود اس کو ایک بار پڑھو"۔

"دادی اماں! اس کو حدیث منزلت کہتے ہیں؟" لیلیٰ نے پوچھا۔

"ہاں بیٹا! اس کو حدیث منزلت کہتے ہیں اور یہ حدیث کی تمام کتابوں میں موجود ہے اور اس کے راوی بڑے بڑے صحابہ ہیں جن میں حضرت عمرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ ابن مسعودؓ، زید بن ارقمؓ، انس بن مالکؓ، معاویہ بن ابوسفیان اور کئی دوسرے شامل ہیں۔

بچو! یہ حدیث مولا علیؑ کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبے کو ظاہر کرتی ہے جو رسول اللہؐ کی نگاہ میں انہیں حاصل تھا"۔

"مگر دادی اماں! اس میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہاروںؑ کا ذکر کیوں ہے، یہی تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا"۔ [illegible] نے سوال کیا۔

بیٹا! یہ تو میں تمہیں ابھی بتادوں گی بلکہ سمجھادوں گی مگر پہلے تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث کس موقع پر ارشاد فرمائی ہے؟ جب موقع و محل کی تمہیں سمجھ آجائے گی تو تمہیں

حدیث کے معنی بھی جلد سمجھ میں آجائیں گے اور یہ بھی پتا
چل جائے گا کہ اس میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا
تذکرہ کیوں ہے؟

"دادی اماں! بڑی مشکل ہو جائے گی ان بے چاروں کو
کہاں سمجھ میں آئے گا؟" لیلیٰ نے اشتر کے سر کے قریب
انگلی گھماتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"تم سے پھر بھی زیادہ ہی سمجھ میں آئے گی"۔ اشتر نے
جھپٹا مار کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن وہ جلدی سے پیچھے ہو گئی۔

دادی اماں نے لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کر دونوں کو علیحدہ علیحد
بٹھایا اور بولیں: "میں تم سے ذرا غافل ہوئی نہیں او
تمہارے پاس شیطان آیا نہیں"۔

"دادی اماں! شیطان کی درجن بھر بیٹیاں تو لیلیٰ کی
سہیلیاں ہیں"۔ اشتر بولا۔

"اور شیطان کے بیٹے اور پوتے اور پوتوں کے پوتے سب
کے سب اشتر بھائی کے استاد ہیں"۔ لیلیٰ کیوں چپ رہتی۔

"تم لوگ خاموش ہو گے یا شیطان کا خاندان گنتے ر
گے؟" دادی اماں نے ڈانٹا۔

"جی دادی اماں، جی دادی اماں"۔ دونوں سیدھے ہو بیٹھے۔

دادی اماں بولیں: "سنو بچو! ہمارے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث جنگ تبوک پر جاتے ہوئے راستے میں ارشاد فرمائی تھی۔ اب پہلے میں تمہیں جنگ تبوک کے بارے میں بتادوں کہ یہ کیوں ہوئی تھی؟"

"تو ہوا یوں بچو! کہ رجب کا مہینہ تھا اور ۹ھ کا زمانہ۔ شام کی طرف سے ایک تجارتی قافلہ آیا، انہوں نے خبر دی کہ روم والوں کے لشکر بڑی تعداد میں بڑھتے چلے آرہے ہیں، راستے میں لخم، جذام اور غسان کے عرب قبیلے بھی ان میں شامل ہوتے جارہے ہیں، یہ لوگ مقام بلقاء تک پہنچنے والے ہیں ان کا ارادہ مدینے پر حملہ کرنے کا ہے"۔

"ان دنوں گرمی کا زمانہ تھا اور عرب میں تو تمہیں پتا ہی ہے کہ کتنی سخت گرمی پڑتی ہے؟ اس گرمی میں سفر کرنا بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہاں پانی کے ذخیرے بھی کم ہیں۔

اتنے بڑے لشکر کے آنے کی جو خبر ملی تو رسول اکرمؐ کو بھی تیاری کرنی پڑی۔ جب زیادہ بڑے دشمن سے مقابلہ ہو تو پھر ویسا ہی لشکر بھی تیار کرنا پڑتا ہے۔ رسول اللہؐ نے جہاد کا

عام اعلان کر دیا اور ساتھ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو لوگ لشکر اسلام کی کسی بھی طریقے سے مدد کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی توفیق کے مطابق کچھ نہ کچھ حصہ ڈالیں"۔

"دادی اماں! جس طرح آج کل چندے کی اپیل کی جاتی ہے"۔ لیلیٰ نے یاد دلایا۔

"چلو تم اس کو ایک طرح سے چندے کی اپیل ہی سمجھ لو جو اچھے مسلمان تھے انہوں نے تو رسول اللہؐ کے فرمان پر عمل کیا، امداد بھی دی اور جہاد پر جانے کے لئے فوراً تیار ہوگئے۔ مگر منافق جو اوپر اوپر سے تو مسلمان بنتے تھے مگر دل میں اسلام کی ترقی سے جلتے تھے انہوں نے کوئی امداد تو خیر کیا دینی تھی الٹا طرح طرح کے بہانے بنانے لگے اور اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے۔ رسول اللہؐ کو ان کی کیا پروا تھی، انہوں نے روانگی کا حکم دے دیا"۔

"لشکر اسلام تو بیٹا! رسول اکرمؐ کے ساتھ ہمیشہ ہی روانہ ہوتا تھا، مگر اس جنگ تبوک کے موقع پر ایک انوکھی بات دیکھنے میں آئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی"۔

"وہ کیا دادی اماں؟" بچوں نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ یہ بیٹا کہ اس جنگ پر جاتے ہوئے رسول اکرمؐ مولا علیؑ کو مدینے میں ہی چھوڑ گئے اپنے ساتھ لیکر نہیں گئے"۔

"ارے یہ کیا؟ مولا علیؑ کو کیوں چھوڑ گئے؟" لیلیٰ نے کہا۔

"دادی اماں مولا علیؑ تو ساری جنگوں کے ہیرو تھے تو پھر انہیں کیوں چھوڑ گئے؟" اشتر بھی بولا۔

"بیشک بیٹا! مولا علیؑ تو لشکر اسلام کی شان تھے اور ان کی تلوار کے ہوتے ہوئے رسول اللہؐ کو کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔ مگر بیٹا! رسول اللہؐ تو ہادی تھے، رہنما تھے، مسلمانوں کے لیڈر تھے، اسلامی فوج کے کمانڈر انچیف تھے اور پھر رسول اللہؐ کا تو ہر کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق ہوتا تھا اس لئے وہی بہتر سمجھتے تھے کہ کس مجاہد کی سب سے زیادہ ضرورت کہاں ہے اور کس کے سپرد کون سے فرائض کئے جائیں گے؟ مولا علیؑ کے بارے میں بھی رسول اللہؐ نے ہی یہ فیصلہ فرمایا کہ میدان جنگ سے زیادہ ان کی ضرورت مدینے میں ہے، اسی لئے وہ انہیں ضروری ہدایات دے کر خود لشکر کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ گویا وہ مولا علیؑ کو مدینے میں اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا کر تبوک روانہ ہوگئے"۔

"دادی اماں! جس طرح ہمارے یہاں جب صدر کہیں چلا جاتا ہے تو اس کی جگہ سینیٹ کا چیئرمین کام کرتا ہے"۔ اشتر نے جھٹ سے کہا۔

"اور کیا بیٹا! دنیا نے حکومت کرنے کے طریقے اسلام سے ہی تو سیکھے ہیں۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ رسول اللہؐ تو تبوک تشریف لے گئے ان کے ساتھ بہادر اور اچھے مسلمان بھی چلے گئے اور پیچھے رہ گئے منافق جو بہانے بنا کر جنگ پر نہیں گئے تھے یا پھر وہ کمزور ایمان والے مسلمان جنہیں اپنی جانیں بچانے کی بہت فکر تھی، اس لئے وہ بھی کوئی نہ کوئی عذر کر کے لشکر کے ساتھ نہیں گئے تھے"۔

"اور بیٹا! ابھی مکہ فتح ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی، اس وقت بہت سارے لوگوں نے رسول اللہؐ کی شان اور ان کی بڑی فوج دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا تھا کہ شاید انہیں بھی کوئی مال و دولت ملے گا لیکن وہ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ لوگ بھی منافقوں کے ساتھ تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام کو کوئی نہ کوئی نقصان پہنچائیں، یہ سب لوگ موقع کی تاک میں تھے"۔

”اس وقت منافقین کا جو زور تھا اس کی کچھ مثالیں آگے چل کر ملتی ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اس وقت کتنے سرگرم تھے اور اسلام کے خلاف کن کن سازشوں میں مشغول تھے۔

اور بیٹا! اس بات کو ذرا یاد رکھنا کہ جب رسول مقبولؐ جنگ پر روانہ ہونے لگے تو ایک شخص ابو عامر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ پہلے عیسائی راہب تھا اور فتح مکہ کے بعد اسلام لے آیا تھا۔ اس نے رسول اکرمؐ سے کہا کہ ہم نے مدینے میں ایک مسجد بنائی ہے تاکہ جو لوگ بیمار، ضعیف اور معذور ہیں اور مسجد نبوی تک نہیں آسکتے، وہ وہیں نماز ادا کرلیا کریں۔ آپؐ وہاں ایک نماز کی امامت کروادیں تو ہمارے لئے خیر و برکت کا باعث ہوگی“۔

”یعنی دادی اماں! وہ رسول اللہؐ سے اس مسجد کا افتتاح کروانا چاہتے تھے“۔ لیلیٰ نے شگوفہ چھوڑا۔

دادی اماں مسکرائیں۔ ”چلو بیٹا! تم اپنی آسانی کے لئے یہی سمجھ لو“۔

”ہاں تو رسول اکرمؐ نے ابو عامر کی بات غور سے سنی اور

فرمایا: "ابھی تو ہم تبوک کی مہم پر روانہ ہو رہے ہیں، واپس آکر جس طرح اللہ کا حکم ہوگا، ویسا ہی کریں گے"۔

ابو عامر واپس چلا گیا اور رسول مقبولؐ تبوک روانہ ہو گئے تو بچو! تم ابو عامر کی اس مسجد کو یاد رکھنا میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی کہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا؟

"دادی اماں! ہم یاد بھی رکھیں گے اور آپ کو یاد بھی کرائیں گے"۔ بچے بولے۔

"رسول اللہؐ تو لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور مدینے میں مولا علیؑ رہ گئے، منافقوں کو موقع مل گیا، ان کی زبانیں کھل گئیں، وہ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔

کوئی کہتا: "رسول اللہؐ تو علیؑ سے ناراض ہو گئے ہیں"۔

کوئی کہتا: "دونوں کے درمیان کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے جب ہی تو وہ انہیں ساتھ لے کر نہیں گئے"۔

اور کوئی کہتا: "دونوں کا ساتھ اب چھوٹنے ہی والا ہے"۔

اور بھی اسی طرح کی باتیں جو ہوتے ہوتے مولا علیؑ تک بھی پہنچیں تو انہیں بہت پریشانی ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ ابھی تو رسول اللہؐ کو روانہ ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور یہ

لوگ اس طرح کی افواہیں پھیلا رہے ہیں اور الٹی سیدھی باتیں بنا کر غلط فہمی پیدا کرنا چاہتے ہیں اگر رسول اللہؐ زیادہ دن باہر رہے تو ان کی زبانیں اور کھلیں گی جو دوسرے لوگوں پر برا اثر ڈالیں گی"۔

"رسول اللہؐ کو اس کی اطلاع ہونی چاہئے اور اس بارے میں ان سے مشورہ بھی ہو جائے۔ اور پھر بچو! مولا علیؑ تو مجاہد تھے، وہ فرمایا کرتے تھے: "مجھے میدان جنگ میں تلوار کی ہزار ضربیں کھانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے"۔ تو مولا علیؑ کے دل میں شوق جہاد بھی تھا، اس لئے انہوں نے گھوڑا تیار کیا اور رسول اللہؐ کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے"۔

رسول مقبولؐ مقام "جرف" پر ٹھہرے ہوئے تھے تاکہ مدد کے لئے آنے والے دوسرے قبیلے جو مختلف علاقوں سے آ رہے تھے ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

"جب مولا علیؑ وہاں پہنچے تو سب حیران رہ گئے، سب نے سمجھا کہ وہ کوئی پیغام لے کر آئے ہیں، کچھ منافقین لشکر کے ساتھ بھی آئے تھے تاکہ یہاں کی خبریں پیچھے بھیجیں یا

لشکر میں کچھ گڑبڑ پھیلائیں۔ ان کے کان بھی کھڑے ہوگئے کہ بھلا دیکھیں علیؑ کیا خبر لے کر آئے ہیں؟ مولا علیؑ نے سلام کے سوا کسی سے کوئی کلام نہیں کیا اور سیدھے رسول اکرمؐ کی خدمت میں پہنچے"۔

رسول اکرمؐ نے انہیں اچانک دیکھا تو بہت خوش ہوئے، ان کے چہرے سے ان کی پریشانی کو آپؐ نے فوراً پہچان لیا اور فرمایا: "یا علیؑ! خیریت تو ہے آپ میرے پیچھے کیوں آگئے ہیں، میں نے تو آپ کو مدینے میں چھوڑا تھا؟"

مولا علیؑ نے منافقوں کی ساری باتیں رسول اللہؐ کو بتائیں اور عرض کرنے لگے: "یارسول اللہؐ! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ مجھے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا کس قدر پسند ہے"۔

رسول اللہؐ نے مولا علیؑ کو تسلی دی اور فرمایا: "یا علیؑ! میدان جنگ سے زیادہ اس وقت تمہاری ضرورت مدینے میں ہے، تم مدینے کی حالت دیکھ رہے ہو اور منافقین کی سازشوں کا بھی تمہیں علم ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مدینے میں میںؐ رہوں یا وہ جو مجھ سے ہے، تاکہ ان لوگوں کی سازشوں سے اسلام کو بچایا جاسکے"۔

اور بیٹا! یہ سب سمجھانے کے بعد رسول اکرمؐ نے وہ حدیث ارشاد فرمائی جو تم نے ابھی مجھے کتاب میں سے پڑھ کر سنائی ہے۔ اب ذرا پھر سے پوری پڑھ کر سناؤ"۔

اشتر نے کتاب کھولی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: "یا علیؑ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے تمہاری منزلت وہی ہو جو ہارونؑ کو پیغمبر خدا موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

شاباش! بچو منزلت کا مطلب تم نسبت یا تعلق یا مرتبہ سمجھ سکتے ہو، تو اب تمہیں پتا چل گیا ہے نا کہ یہ حدیث کس موقع پر ارشاد فرمائی گئی؟

"جی دادی اماں! یہ تو سمجھ میں آگیا اب آپ ہمیں یہ بتایئے کہ رسول اللہؐ نے حضرت موسیٰؑ کا نام کیوں لیا، وہ کسی اور پیغمبر کا نام بھی تو لے سکتے تھے"۔ اشتر نے سوال کیا۔

"ہاں بیٹا! یہ سوال بھی ذہن میں پیدا ہوتا ہے"۔ دادی اماں نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا آپس میں تعلق اور رشتہ سمجھ میں آجاتا ہے تو پھر اس سوال کا مطلب بھی سمجھ میں آجاتا ہے"۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جنہیں کتاب اور شریعت عطا کی گئی، یعنی انہوں نے اپنے سے پہلے آنے والے نبیوں کے احکامات کی تبلیغ نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جو کچھ وحی کی انہوں نے اس کے مطابق اپنی امت کو ہدایت دی۔ تو بیٹا! جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ فرعون کے پاس اس کا پیغام لے کر جائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ جواب میں فرمایا اس کا ذکر قرآن پاک کے سولھویں پارے کے گیارہویں رکوع میں موجود ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے موسیٰؑ! تم فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ بہت سرکش ہے، تو موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار میرے سینے کو کھول دے، میرے اس کام کو میرے لئے آسان کردے، میری زبان کی گرہ کو کھول دے اور میرے ہی خاندان میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا مددگار بنا کر میری ہمت بڑھا دے تاکہ وہ ساتھ مل کر کام کرے اور ہم دونوں تیری تسبیح کریں اور تیرا ذکر کرنے میں مشغول رہیں"۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی یہ درخواست قبول کرلی اور حضرت ہارونؑ کو ان کا مددگار بنادیا جو حضرت موسیٰؑ کے چچازاد بھائی تھے اور اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی کردیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "ہم نے موسیٰؑ کو کتاب تورات عنایت کی اور ان کے بھائی ہارونؑ کو ان کا وزیر بنا کر ان کے ساتھ کردیا"۔

"تو بیٹا! اس کے بعد تو حضرت ہارونؑ ہر وقت حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور ہر کام میں ان کی مدد کرتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے احکامات لینے کے لئے اس پہاڑ پر جاتے تھے جس کا نام "طور" تھا تو اپنے بعد حضرت ہارونؑ کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ جاتے تھے تاکہ وہ ان کی جگہ امت کی دیکھ بھال کریں"۔

"اسی لئے رسول اکرمؐ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی مثال دی اور فرمایا: "اے علیؑ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہو جو حضرت موسیٰؑ کی حضرت ہارونؑ کے ساتھ تھی؟"

تو بیٹا! رسول مقبولؐ کے اس فرمان کے مطابق مولا علیؑ

کی حیثیت وہی ہے جو حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی یعنی حضرت ہارونؑ ان کے وزیر کی طرح تھے اور ہر کام میں ان کی مدد کرتے تھے۔ ابھی میں نے تمہیں قرآن پاک کی آیت بھی سنائی ہے۔

تو بیٹا اشتر! اب تو تمہیں سمجھ میں آگیا ہے نا کہ رسول اللہؐ نے حضرت موسیٰؑ کی مثال کیوں دی ہے؟

"جی ہاں دادی اماں! بالکل سمجھ آگئی ہے، مگر ابھی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ رسول اللہؐ نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے"۔ لیلیٰ نے فوراً کہا۔

"واہ! میری بیٹی نے کتنا اچھا سوال کیا ہے"۔ دادی اماں خوش ہوئیں۔

"دادی اماں! میں یہی تو پوچھنے والا تھا، مگر لیلیٰ کی زبان جو قینچی کی طرح چلتی ہے، کتر کتر فوراً بول پڑتی ہے"۔ اشتر نے لیلیٰ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"دادی اماں جلنے کی بو۔ دادی اماں جلنے کی بو۔ اوں ہوں ہوں"۔ لیلیٰ نے اشتر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناک پر ہاتھ رکھا۔

اشتر حملے کی تیاری کر رہا تھا کہ دادی اماں نے اسے منع کر دیا: "اشتر بیٹے! اس میں لڑنے کی کوئی بات نہیں جب توجہ سے بات سنی جاتی ہے تو ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں، تم نے نہیں پوچھا، لیلیٰ نے پوچھ لیا۔ بات تو ایک ہی ہے، تم اب اس کا جواب ذرا غور سے سنو"۔

"بچو! ہم سب کا یعنی تمام مسلمانوں کا یہ ایمان ہے تاکہ رسول اللہؐ ہی آخری نبی اور رسول ہیں۔ ان پر رسالت اور نبوت ختم ہوگئی ہے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لئے انہیں خاتم النبیینؐ اور خاتم المرسلینؐ کہتے ہیں۔ خاتم کا مطلب ہوتا ہے "مہر"۔ جب کوئی دستاویز لکھی جاتی ہے تو اس کے آخر میں دستخطوں کے بعد مہر لگادی جاتی ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ اب یہ دستاویز مکمل ہوگئی ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں لکھا جائے گا تو رسول اللہؐ کو بھی خاتم النبیینؐ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی رسالت ان پر مکمل ہوگئی ہے"۔

"بیٹا! رسول اکرمؐ نے حدیث منزلت کے آخر میں یہ بات کہ "میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں" اس لئے فرمائی تاکہ ناسمجھ لوگ یا ایسے لوگ جو دین میں خرابی پیدا کرنا

چاہتے ہیں وہ کہیں اس حدیث کو دیکھ کر مولا علیؑ کو پیغمبر یا نبی نہ کہنا شروع کر دیں، اس لئے انہوں نے صاف فرما دیا کہ علیؑ میرے وزیر اور مددگار تو ہیں مگر نبی نہیں ہیں"۔

"اس حدیث کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور رسالت مآبؐ آخری نبی ہیں اور ان پر نبوت ختم ہو گئی ہے اور دوسرے اسلام میں رسول اللہؐ کے نزدیک مولا علیؑ کی جو اہمیت اور مرتبہ ہے وہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کا وزیر اور مددگار کہا گیا ہے، اس لئے اس حدیث کی رو سے مولا علیؑ رسول اللہؐ کے وزیر اور جانشین ہیں"۔

"یہ تو تھی اس حدیث کی اہمیت جو جنگ تبوک پر جاتے ہوئے رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمائی اور اب جنگ تبوک کا حال بھی سن لو اور اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گی کہ تاریخ اسلام میں اس غزوے کی کیا اہمیت ہے؟

"دادی اماں! یہ میں اپنی ڈائری میں نوٹ کرلوں گی"۔ لیلیٰ نے کہا۔

"بیٹا! یہ بہت اچھی عادت ہے، ضروری باتوں کو ہمیشہ

نوٹ رکھنا چاہئے تاکہ جب ضرورت محسوس ہو تو اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

ہاں تو میں بتا رہی تھی کہ رسول اکرمؐ کو تمام حالات سے آگاہ کرنے کے بعد مولا علیؑ مدینہ تشریف لے آئے۔

"رسول اللہؐ جن قبیلوں کا انتظار کر رہے تھے وہ پہنچ گئے تو حضور اکرمؐ نے کوچ کا حکم دے دیا اور اسلامی فوج تبوک کی طرف روانہ ہوگئی، جس کی تعداد تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ جب یہ فوج تبوک میں پہنچی تو اس کا چرچا ہر طرف ہو گیا، اردگرد جو بھی قبیلے تھے ان پر دہشت طاری ہو گئی کہ یہ جو اتنا بڑا لشکر آگیا ہے پتا نہیں ہمارا کیا حشر کرے گا؟"

"مگر بیٹا! ہمارے پیارے رسول اللہؐ تو سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور اسلام امن کا دین ہے۔ اس میں کسی کے ساتھ بھی ظلم اور زیادتی کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اسلامی لشکر کے پاس ہتھیار بھی تھے، وہ تعداد میں بھی بہت زیادہ تھے، مگر انہوں نے اپنے ہتھیار کھول دیئے، نماز پڑھی اور امن و امان سے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے، مثلاً جانوروں کو چارہ کھلانا، کپڑے دھونا، کھانے پینے کا انتظام کرنا

اور اسی قسم کے دوسرے کام"۔

"اردگرد کے قبیلے جو وہاں رہتے تھے اور اتنی بڑی فوج کو دیکھ کر خوفزدہ ہوگئے تھے اور چھپ چھپ کر دیکھ رہے تھے کہ یہ لشکر کیا کرتا ہے؟ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تو بڑے اطمینان سے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، کسی کو تنگ نہیں کر رہے، کسی کو ستا نہیں رہے، تو وہ بہت متاثر ہوئے کیونکہ عموماً فوجوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ جہاں پڑاؤ کرتی ہیں اردگرد کی بستیوں کا جینا حرام کر دیتی ہیں، لوگوں کے گھروں میں گھس جاتی ہیں، انہیں لوٹ لیتی ہیں اور طرح طرح کے ظلم کرتی ہیں"۔

"اس سے پہلے یہ قبائل فتح مکہ کے بارے میں بھی سن چکے تھے کہ مسلمانوں کے رسولؐ نے بڑے بڑے دشمنوں کو معاف کر دیا تھا اور اب تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے مسلمان لشکر کو دیکھ لیا جو کسی پر کوئی زیادتی نہیں کر رہا تھا۔

رسول مقبولؐ نے بھی پہلے ان کی طرف ایلچی بھیجے اور انہیں اسلام لانے کی دعوت دی، ایلہ، اربا اور ارزخ قبیلوں نے بغیر جنگ کے رسول اللہؐ کی اطاعت قبول کر کے امن

کا معاہدہ کر لیا"۔

"دومۃ الجندل کے سردار اکیدر نے جنگ کرنے کی کوشش کی لیکن اسے شکست ہوئی، جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو رسول اکرمؐ نے اسے امان دے دی جس سے وہ بہت متاثر ہوا اور اس نے بھی جزیہ دینا قبول کر لیا"۔

"حضرت رسول مقبولؐ وہاں تقریباً دو مہینے ٹھہرے اور اس عرصے میں یہ تمام مہمات کامیابی کے ساتھ سر کرلیں۔ جب ہر طرف سے اطمینان ہو گیا تو رسول اللہؐ نے کوچ کا حکم دے دیا۔ جب رسول اللہؐ اس لشکر کے ساتھ کامیاب واپس تشریف لائے تو مدینے میں رہ جانے والوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔

تو بچو! یہ تھا وہ غزوہ جو اس لحاظ سے انوکھا تھا کہ اس میں کوئی باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی بلکہ لڑے بغیر ہی فتح نے قدم چومے اور دشمن مغلوب ہو گئے۔ صلح کے معاہدے ہوئے، جزیے کی رقم منظور ہوئی اور جو چھوٹی جھڑپیں ہوئیں ان میں مال غنیمت بھی ہاتھ آیا"۔

"مدینے کے چاروں طرف رہنے والے قبیلوں کے

ساتھ معاہدے ہو جانے وجہ سے مدینے پر ف سے بھی حملے کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل گیا۔

اسی لئے یہ وہ آخری غزوہ ہے جس میں رسول اللہؐ نے شرکت کی اور اس کے بعد کوئی بڑی لڑائی لڑنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

ہاں بیٹا! ایک اور بہت اہم واقعہ بھی یاد رکھنے کا ہے جو رسول اللہؐ کو تبوک سے واپس آتے ہوئے پیش آیا"۔

"وہ کیا دادی ماں ؟" بچوں نے پوچھا۔

"بیٹا! میں نے تمہیں شروع میں بتایا تھا کہ فتح مکہ کے بعد بہت سارے لوگ صرف اپنی جان کے خوف سے مسلمان ہو گئے تھے یا یہ سمجھ کر کہ شاید انہیں کوئی انعام و اکرام ملے گا مگر یہ لوگ اسلام کی ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے، یہ مدینے کے منافقین کے ساتھ میل جول رکھتے تھے اور یہ سب اسی کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح حضور اکرمؐ کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکے یا ان کے لئے کوئی مشکل پیدا کی جائے۔ ایسے ہی لوگوں کی نگرانی کے لئے رسول اللہؐ مولا علیؑ کو مدینے میں چھوڑ گئے تھے"۔

"زیادہ تر منافقین تو بہانہ بنا کر جنگ سے بچ گئے تھے، مگر کچھ لشکر کے ساتھ بھی آ گئے تھے، انہوں نے آپس میں مل کر ایک منصوبہ بنایا کہ جب رسول اللہؐ راستے میں عقبہ کی گھاٹی عبور کریں گے تو کسی طریقے سے ان کی سواری کو بھڑکا دیا جائے گا، اس طرح ان کی سواری کسی کھڈ میں جا گرے گی اور معاذ اللہ انہیں نقصان پہنچے گا۔ یہ منصوبہ بنانے کے بعد ان منافقین میں سے کچھ گھاٹی کے اردگرد چھپ کر بیٹھ گئے۔ اب دس ہزار لوگوں میں سے کیا پتا چلتا کہ کون غائب ہے اور کہاں چھپا بیٹھا ہے؟

"ہا، دادی اماں! کتنے برے تھے یہ لوگ؟" لیلیٰ نے نفرت سے کہا۔

"برے تھے کہ بہت ہی برے تھے، جو رسول اللہؐ کے خلاف ایسا منصوبہ بنا رہے تھے"۔ اشتر نے لقمہ دیا۔

"مگر بیٹا! وہ چاہے جو بھی منصوبہ بنا لیتے، اللہ تعالیٰ سے تو کچھ چھپا ہوا نہیں تھا اور اسے تو اپنے رسولؐ کی حفاظت کرنی ہی تھی لہٰذا رسول اللہؐ کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کے ذریعے ان کے اس ناپاک منصوبے کی اطلاع دے دی اور

ان دس منافقوں کے نام بھی بتا دیئے جنھوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا اور گھاٹی کے اردگرد چھپے بیٹھے تھے"۔

"سچ دادی اماں! واہ یہ تو بہت ہی اچھا ہوا"۔ لیلیٰ نے خوش ہو کر کہا۔

"پھر تو ان کا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا ہوگا دادی اماں؟" اشتر بھی بولا۔

"بچو! اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے کسی کے منصوبے کی کیا حقیقت ہے؟ تو جب یہ اطلاع مل گئی تو رسول اکرمؐ ہوشیار ہو گئے جس کی وجہ سے ان کی یہ سازش ناکام ہو گئی، حضرت رسول مقبولؐ نے ان تمام لوگوں کے نام حضرت حذیفہ ابن یمانؓ کو بتا دیئے تھے مگر انہیں تاکید کردی تھی کہ وہ کسی اور کو نہ بتائیں۔ اس لئے بیٹا! منافقین حضرت حذیفہؓ سے بہت گھبراتے تھے۔ حضرت عمرؓ تو حضرت حذیفہؓ سے پوچھتے بھی تھے کہ کہیں اس فہرست میں ان کا نام تو نہیں ہے؟ اسی طرح جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا تھا تو باقی لوگ حذیفہؓ کو دیکھتے رہتے تھے کہ وہ اس کی نماز جنازہ میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ نماز جنازہ پڑھتے تو لوگ سمجھ

جاتے کہ وہ شخص منافق نہیں تھا۔ اس واقعے کو "واقعہ عقبہ" کہتے ہیں"۔

"دادی اماں! ابو عامر کی مسجد والی بات"۔ اشتر نے یاد دلایا۔

"شاباش! اس مرتبہ تو اشتر میاں بازی لے گئے"۔ دادی اماں نے ہنس کر کہا۔

"میری نقل، میری نقل"۔ لیلیٰ نے شور مچایا۔

"ارے لیلیٰ بیٹی! اچھی باتوں کو نقل کرنے کا تو حکم ہے اور یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ تمھیں یہ معلوم نہیں ہے؟ اچھا چلو اب آگے سنو۔

جب رسول اکرمؐ مدینہ تشریف لائے، سارا انتظام دیکھا بھالا، مولا علیؑ کی وجہ سے منافقین کو کوئی گڑبڑ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی، اس لئے مکے اور مدینے میں امن و امان تھا۔

پھر ایک روز نماز کے بعد رسول اللہؐ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: "لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام ملا ہے جو میں تم لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں تاکہ تم اپنے درمیان چھپے ہوئے دشمنوں کو پہچان جاؤ"۔

اب تو منافقوں کی جان نکلی، مدینے کے منافق بھی اور وہ دس منافق بھی جو جنگ تبوک میں ساتھ گئے تھے اور جنہوں نے منصوبہ بنایا تھا، سب کے سب گھبرائے کہ کہیں ان کا پول ہی نہ کھل جائے۔

"آہا! ڈھول کا پول، منافقوں کی ٹھاہ ٹھاہ"۔ لیلیٰ نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔

"لیلیٰ سننے دو نا، تم نے کیا ٹھاہ ٹھاہ شروع کر دی ہے؟" اشتر کو وہ بات معلوم کرنے کی بہت جلدی تھی۔

"میں اچھا کر رہی ہوں، میں منافقوں کی ٹھاہ ٹھاہ کروں گی۔ ضرور کروں گی"۔ لیلیٰ نے کہا۔

دادی اماں ہنسیں: "ہاں بھئی! حشر کے دن تو منافقوں کی ٹھاہ ٹھاہ ہونی ہی ہے، کچھ تم آج کر لو اور آگے بات سنو۔

تو رسول اکرمؐ نے فرمایا: "جن لوگوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے تاکہ انہیں وہاں مل بیٹھنے اور سازشیں کرنے کی جگہ مل جائے اور پھر وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے تو یہ مسجد صرف مسلمانوں کی بھلائی کے لئے بنائی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وہ جھوٹ

بولتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس مسجد میں نہ جاؤں بلکہ اسی مسجد میں نمازیں پڑھی جائیں جس کی بنیاد پرہیزگاری اور تقویٰ پر رکھی گئی ہے"۔

اب تو اللہ کی گواہی آگئی تھی، اس لئے رسول اللہؐ نے حضرت عمار یاسرؓ، مالکؓ اور حسن بن عدیؓ کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور منافقوں کی پناہ گاہ اور ان کی سازشوں کے مرکز کو مٹا کر آئیں کیونکہ وہ "مسجد ضرار" ہے یعنی بہت زیادہ نقصان پہنچانے والی مسجد۔

"بیٹا! "ضرار" ضرر سے ہے۔ جس کا مطلب ہے نقصان اور "ضرار" کا مطلب ہے بہت زیادہ نقصان پہنچانے والی۔ جب رسول اللہؐ نے یہ حکم دیا تو جو لوگ اس سازش میں شریک تھے ان کے منہ پر پھٹکار برسنے لگی۔ حضرت عمار یاسرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے اور مسجد کو گرا دیا"۔

"دیکھا نا دادی اماں! ہو گئی نا ٹھاہ ٹھاہ"۔ لیلیٰ جھٹ سے بولی۔

"ہاں بیٹا! واقعی ٹھاہ ٹھاہ تو ہو گئی کیونکہ برائی کا انجام کبھی جلدی کبھی دیر سے، مگر ہوتا ٹھاہ ٹھاہ ہی ہے۔ تو چلو! اب ان

دو واقعات یعنی واقعہ عقبہ اور مسجد ضرار کے انجام سے تمہیں اندازہ ہو گیا ہے نا کہ مدینے میں کیسے کیسے منافق موجود تھے اور کیسی کیسی سازشیں کرتے تھے اور انھوں نے اسلام کا لبادہ بھی اوڑھ رکھا تھا حالانکہ مسجد بنانا تو نیکی کا کام ہے لیکن جب مقصد نیک نہ ہو تو پھر نیکی نیکی نہیں رہتی برائی بن جاتی ہے۔ پھر چاہے وہ مسجد ہی کیوں نہ ہو اسے گرا دینے کا حکم ہے۔

تو بیٹا! اسی لئے رسول اکرمؐ مولا علیؑ کو مدینے میں چھوڑ گئے تھے کہ ان منافقوں کو قابو میں رکھیں اور کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے جو اسلام کو نقصان پہنچا سکے"۔

اشتر بولا: "اور پھر دادی اماں! رسول اللہؐ یہ بھی تو جانتے ہوں گے کہ وہاں کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوگی، اس لئے مولا علیؑ بھی نہ گئے....."۔

ہماری مطبوعات

- اسلام دینِ فطرت
- اسلام دینِ معاشرت
- اسلام دینِ معرفت
- اسلام دینِ حکمت
- فلسفۂ معجزہ
- فلسفۂ شہادت
- فلسفۂ ولایت
- فلسفۂ حجاب
- فلسفۂ احکام
- تاریخِ عاشورا
- گفتارِ عاشورا
- بنائے کربلا
- مرگِ گل رنگ
- مکتبِ اسلام
- مکتبِ رسولؐ
- مکتبِ تشیع
- آخری فتح
- انتظارِ امامؑ
- توضیح المسائل اردو
- توضیح المسائل فارسی
- شریعت کے احکام

- کتاب الدعاء والزیارات
- اعمالِ حج
- حکایات القرآن
- حیاتِ انسان کے چھ مرحلے
- مقالاتِ مطہری
- بُت شکن
- مردِ انقلاب
- ہارجیت
- آلِ محمدؐ کا دیوانہ۔ بہلولِ دانا
- فزتُ بربِّ الکعبۃ
- سخن
- ابوطالب۔ مظلومِ تاریخ
- تفسیر سورۃ حمد
- شرحِ قرآن
- سیر و سلوک
- یسّرنا القرآن
- غدیر کی برکتیں
- تعلیماتِ اسلامی
- پاسدارانِ اسلام
- دعائے جلیل، نویدِ مسیحا
- انسانِ کامل

نیز بچوں کے لیے دلچسپ مذہبی کہانیاں بھی دستیاب ہیں!

اردو اور انگریزی مطبوعات کی مکمل فہرست تمام بک اسٹالوں پر دستیاب ہے طلب فرمائیں!

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان